بلادِ شام اور دَورِ فتن

احادیث نبویہ کی روشنی میں

تحریر: حافظ محمد زبیر

جسے احادیثِ نبویہ میں 'شام' کہا گیا ہے' دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق ایک The Levant بلادِ شام بابرکت اور مقدس سر زمین ہے۔احادیث مبارکہ میں جس خطہ ارضی کو 'شام' کہا گیا ہے' اس کی جغرافیائی حدود اس مملکت سے کے نام جانتی ہے۔معاصر شام 1946 میں فرانس کے قبضے سے آزاد ہونے کے بعد Syria 'بہت وسیع ہیں جسے معاصر دنیا 'شام کے نام سے موجود خطہ ارضی میں فلسطین' اسرائیل' موجودہ The Levant دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔اس سے پہلے شام شام' اردن' لبنان' سائپرس اور ترکی کا ایک صوبہ شامل تھا۔

اہلِ علم اور جغرافیہ دان حضرات کی ایک جماعت ابواسحاق اصطخری (متوفی ۳۴۶ھ)' یاقوت الحموی (متوفی ۶۲۶ھ)' ابن شداد (متوفی ۶۸۴ھ)' زکریا القزوینی (متوفی ۶۸۲ھ)' شمس الدین اسیوطی (متوفی ۸۸۰ھ) اور ڈاکٹر شوقی ابو خلیل نے شام کی حدود کم و بیش ایک ہی جیسی بیان کی ہیں اور وہ طولاً (یعنی شمالاً جنوباً) فرات سے عریش مصر اور عرضاً (یعنی شرقاً غرباً) جبل طے سے (ا) بحیرۂ روم تک ہیں۔حالیہ جغرافیائی تقسیم کے تناظر میں شام سے مراد فلسطین' موجودہ شام' اردن اور لبنان کا علاقہ بنتا ہے۔

اگرچہ احادیث میں 'شام' سے مراد بلادِ شام ہے کہ جس میں موجودہ شام کے علاوہ فلسطین' اردن اور لبنان بھی شامل ہے لیکن اس پورے خطہ میں فلسطین میں 'بیت المقدس' اور موجودہ شام میں 'دمشق' کی اہمیت وفضیلت نصوص میں بطور خاص منقول ہے۔

لسٹ x 1 x 1 x 1 x 1 x 3

#2 2014 ،26 اگست

ابوالحسن علوی

علمی نگران

رکن انتظامیہ

:جگہ

لاہور

:شمولیت

2011 ،08 مارچ

:پیغامات

2,524

:موصول شکریہ جات

11,481

:تمغے کے پوائنٹ

641

بلادِ شام کے فضائل و برکات

:قرآن مجید میں کئی ایک ایسے مقامات ہیں جو بلادِ شام کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

(وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ)(الانبیاء)

''اور ہم نے ابراہیم اور لوط علیہما السلام کو اسی سرزمین میں پناہ دی کہ جسے ہم نے اہل دنیا کے لیے بابرکت بنایا ہے۔''

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد سرزمین شام ہے' کیونکہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے (۲) کہ حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کی ہجرت عراق سے شام کی طرف تھی۔

اسی طرح بلادِ شام کے بارے میں احادیثِ نبویہ میں بھی کئی ایک فضائل و برکات منقول ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا وَفِیْ یَمَنِنَا)) قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا؟ قَالَ: ((اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا وَفِیْ یَمَنِنَا)) قَالُوْا: یَا))
(۳) ((رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا؟ فَاَظُنُّہٗ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ: ((ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ

اے اللہ تعالیٰ! ہمارے لیے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت فرما''۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کی: اے اللہ کے '' رسول ﷺ! اور ہمارے نجد میں بھی؟ (یعنی نجد میں بھی برکت کی دعا فرمائیں)۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دوبارہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہمارے شام اور یمن کو ہمارے لیے بابرکت بنا''۔ راوی کہتے ہیں کہ غالباً تیسری مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے (نجد ''میں برکت کی دعا کی درخواست پر) فرمایا: ''وہاں زلزلے اور فتنے برپا ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ برآمد ہوگا۔

اس روایت میں اللہ کے رسول ﷺ نے بلادِ شام کے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے جو اس خطہ ارضی کی فضیلت کی دلیل ہے۔ اس حدیث میں نجد سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ معروف جغرافیہ دان یاقوت الحموی (۵۷۴۔۶۲۶ھ) نے اپنی کتاب 'معجم البلدان' میں اہل عرب کے نزدیک کئی ایک نجد کے علاقوں کا تذکرہ کیا ہے جن میں نجدِ یمامہ' نجدِ یمن' نجدِ حجاز' نجدِ عراق' نجدِ خال' نجدِ عقاب اور نجدِ اجاء وغیرہ اہم ہیں۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ) وغیرہ کا اپنی کتاب 'التمہید' میں یہ قول منقول ہے کہ اس حدیث میں نجد سے مراد نجدِ عراق ہے۔ امام خطابی (۹۱۳۔۸۸۳ھ) اور امام ابن حجر رحمہما اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) کا بھی یہی قول ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ (۱۹۱۴۔۱۹۹۹ء) کا کہنا ہے کہ اس روایت کے متعدد طرق 'عراق' ہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کیونکہ بعض روایات میں 'نجد' کی بجائے 'مشرق' کے الفاظ ہیں (صحیح بخاری' کتاب المناقب) اور مدینہ کا مشرق عراق ہے۔ امام بخاری نے بھی اس حدیث پر 'الفتنۃ من قبل المشرق' کا باب باندھ کر یہ واضح کیا ہے کہ نجد سے مراد مدینہ کے مشرق کی سمت ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نجدِ حجاز ہے' لیکن اس قول کی صورت میں شیطان کے سینگ کے طلوع ہونے سے شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ (۱۷۰۳۔۱۷۹۱ء) کی طرف اس کی نسبت کرنا درست نہیں ہے' جیسا کہ علامہ البانی نے 'السلسلۃ الصحیحۃ' میں لکھا ہے کہ اشخاص کا مقام و رتبہ ان کے افکار و اعمال کے تناظر میں طے ہوتا ہے نہ کہ جگہ کے تقدس و تشاؤم کے پہلو سے' ورنہ تو مقدس سرزمین فلسطین پر اسرائیل کی ریاست قائم ہے۔

: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

(۴) ((طُوبٰی لِلشَّامِ)) فَقُلْنَا: لِأَیٍّ ذٰلِکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: ((لِأَنَّ مَلَائِکَۃَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَۃٌ أَجْنِحَتَھَا عَلَیْھَا))

شام کے لیے خوشخبری ہو''۔ ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کس وجہ سے خوشخبری؟ تو آپ نے فرمایا:''

'''' رحمان کے فرشتوں نے اپنے پر شام پر پھیلائے ہوئے ہیں۔

یہ روایت بھی شام کی سرزمین کے بابرکت ہونے کی واضح دلیل ہے۔ علامہ البانی نے اس روایت کو 'صحیح' قرار دیا ہے۔(۵)

لسٹ x 1 x 1 x 1 x 1 x 2 x 2

اگست 26، 2014 #3

ابوالحسن علوی

علمی نگران

رکن انتظامیہ

: جگہ

لاہور

: شمولیت

08، 2011 مارچ

: پیغامات

2,524

: موصول شکریہ جات

11,481

: تمغے کے پوائنٹ

641

دورِ فتن میں شام میں قیام کی تاکید

احادیث نبویہ میں کئی ایک روایات ایسی ملتی ہیں کہ جن میں دورِ فتن میں سرزمین بلادِ شام میں قیام کی تاکید کی گئی ہے۔

: حضرت ابوردراء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے الفاظ ہیں

بَیْنَا اَنَا نَاءِمٌ اِذْ رَاَیْتُ عُمُوْدَ الْکِتَابِ احْتُمِلَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِیْ فَظَنَنْتُ اَنَّہٗ مَذْھُوْبٌ بِہٖ فَاَتْبَعْتُہٗ بَصَرِیْ فَعُمِدَ بِہٖ اِلَی الشَّامِ اَلَا وَاِنَّ))
(٦) ((الْاِیْمَانَ حِیْنَ تَقَعُ الْفِتَنُ بِالشَّامِ

اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ کتاب کا عمود میرے سر کے نیچے سے کھینچ لیا گیا' پس مجھے یہ یقین ہو گیا'' کہ اب یہ جانے والا ہے تو میری نگاہ نے اس کا پیچھا کیا اور وہ شام تک پہنچ گئی۔ خبردار! فتنوں کے وقت ایمان شام کی سرزمین میں ہو گا۔''

کتاب کے عمود سے کیا مراد ہے ؟اس کے بارے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔اہلِ تعبیر یہ کہتے ہیں کہ خواب میں عمود سے مراد 'دین' یا وہ شخص ہوتا ہے کہ جس پر دین کا انحصار ہو۔اس لیے خواب میں عمود کی دو معروف تعبیرات میں سے ایک 'دین' اور دوسرا 'سلطان' کی گئی ہے۔(٧) بہر حال دونوں تعبیرات کی روشنی میں شام کی فضیلت و اہمیت مسلم ہے' جیسا کہ ایک اور

روایت کے الفاظ ہیں۔ حضرت معاویہ بن قرۃ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

(۸) ((إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ، لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ))

جب اہل شام بگڑ جائیں گے تو پھر اس اُمت میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گا۔ اور میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا کہ جسے قیامت تک خدائی نصرت شامل حال رہے گی۔ جو انہیں ذلیل کرنا چاہے وہ ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔

پس بلادِ شام میں اصحاب علم و فضل اور اہل حل و عقد کی ایک جماعت قیامت تک ایسی رہے گی کہ جسے خدائی نصرت شامل حال رہے گی۔ امام ابن تیمیہؒ نے ایک لطیف نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ خلق و امر میں مبدا و معاد مکہ اور شام ہیں' ارادہ کونیہ ہو یا ارادہ شرعیہ۔ دنیا و دین کی ابتدا مکہ سے ہوئی اور دنیا و دین کی انتہا شام میں ہو گی۔ اللہ کے رسول ﷺ کے دین کی ابتدا اور ظہور مکہ سے ہوا اور اس کا کمال و عروج شام میں مہدی کے ظہور سے حاصل ہو گا(۹)۔ جیسا کہ بعض روایات میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کے بارے میں یہی بشارت منقول ہے کہ دمشق کی مشرقی جانب موجود سفید منارہ پر دو فرشتوں کے پَروں پر ہاتھ رکھے ان کا نزول ہو گا(10)۔ حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((سَيَصِيرُ الْأَمْرُ إِلَى أَنْ تَكُونُوا جُنُودًا مُجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ)) قَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَإِنَّهَا خِيرَةُ اللّٰهِ مِنْ أَرْضِهِ يَجْتَبِي إِلَيْهَا خِيرَتَهُ مِنْ عِبَادِهِ، فَأَمَّا إِنْ أَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ، وَاسْقُوا مِنْ غُدُرِكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَوَكَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ)) (۱۱)

تمہارے دین اسلام کا معاملہ یہ ہو گا کہ تم لشکروں کی صورت میں بٹ جاؤ گے۔ ایک لشکر شام میں' ایک عراق میں اور ایک یمن میں ہو گا''۔ ابن حوالہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں اس زمانے کو پالوں تو مجھے اس بارے میں کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شام کو پکڑ لے کیونکہ وہ اللہ کی زمینوں میں سے بہتر سرزمین ہے۔ اللہ کے بہترین بندے اس کی طرف کھنچے چلے جائیں گے۔ پس اگر تمہارا ذہن شامی لشکر کا ساتھ دینے پر مطمئن نہ ہو تو یمن کی طرف چلے جانا اور صرف اپنے گھاٹ سے پانی پینا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا اکرام کرتے ہوئے شام اور اہل شام کی ذمہ داری لے لی ہے۔''

علامہ البانی نے اس روایت کو 'صحیح' قرار دیا ہے (۲۱)۔ اپنے گھاٹ سے پانی پینے سے مراد یہ ہے کہ اپنے آبی وسائل تک محدود ہو جاؤ' کیونکہ دورِ فتن ہے' لہٰذا دوسروں کے گھاٹ سے استفادہ کی کوشش فتنوں اور لڑائیوں میں مزید اضافہ کا باعث بن سکتی ہے۔ ایک اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں میں باہمی افتراق و فتن کے ایسے دور میں اللہ کے رسول ﷺ پہلے سے موجود وسائل و ذرائع پر قناعت کی تلقین فرما رہے ہیں اور مزید کی حرص و تلاش سے منع فرما رہے ہیں تاکہ یہ عمل امت میں مزید افتراق و انتشار کا باعث نہ بن جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((سَتَكُونُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ أَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيمَ وَيَبْقَى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا)) (۳۱)

"ہجرت (مدینہ) کے بعد ایک اور ہجرت ہو گی اور زمین پر موجود بہترین لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کی جگہ کی طرف ہجرت کریں گے اور بقیہ زمین پر صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے۔"

علامہ البانی نے اس روایت کو 'صحیح' قرار دیا ہے۔ (۴۱) یہ دورِ فتن کی ہجرت ہے اور اسے ہجرتِ مدینہ کی ہجرت کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ پس اسلام میں پہلی ہجرت' ہجرت مدینہ تھی جو اہل مکہ کے فتن و آزمائشوں کے سبب ہوئی اور مدینہ منورہ اس ہجرت کے سبب عظیم سلطنت اسلامیہ کے قیام کی نہ صرف بنیاد بنا بلکہ خلافت اسلامیہ کا مرکز اول بھی قرار پایا۔ اسلام میں آخری ہجرت کفار کی آزمائش کے سبب بلادِ شام کی طرف ہو گی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور مہدی کے ظہور کی سرزمین ہے اور اسی سرزمین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے بعد دوسری بار خلافت اسلامیہ علیٰ منہاج النبوۃ کی بنیاد رکھیں گے۔ پس اسلام کے ابتدائی عروج کا مرکز مدینہ تھا تو انتہائی عروج کا مرکز ارضِ مقدس ہے۔

بعض روایات میں اس طرف اشارہ ہے کہ اہلِ روم کی طرف سے اہلِ شام پر اقتصادی پابندیاں عائد کی جائیں گی۔

حضرت ابو نضرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انہوں نے فرمایا:

يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ قَفِيزٌ وَلَا دِرْهَمٌ، قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُونَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: يُوشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلَا مُدْيٌ، قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الرُّومِ (۵۱)

قریب ہے کہ اہل عراق کو ان کا قفیز (ماپ تول کا ایک پیمانہ) اور درہم (چاندی کی کرنسی) کچھ فائدہ نہ دے۔ ہم نے کہا: ''ایسا کہاں سے ہو گا؟ تو انہوں نے کہا: عجم (غیر عرب) سے ہو گا' وہ اسے روک دیں گے۔ پھر حضرت جابرؓ نے کہا: قریب ہے کہ اہل شام کو ان کا دینار (سونے کی کرنسی) اور مدی (ماپ تول کا ایک پیمانہ) کچھ فائدہ نہ دے۔ تو ہم نے کہا: یہ کیسے ہو گا؟ تو حضرت جابرؓ نے کہا: یہ اہل روم کی طرف سے ہو گا۔''

اس روایت کے مفہوم سے اہل فلسطین بھی مراد لیے جا سکتے ہیں کہ جنہیں اسرائیل کی طرف سے متعدد پابندیوں کا سامنا ہے اور موجودہ شام بھی مراد ہو سکتا ہے کہ جسے حالیہ شورشوں کے سبب کئی اعتبارات سے اقتصادی پابندیوں کا سامنا ہے۔

ایک اور روایت میں دورِ فتن میں سرزمین شام کو مسلمانوں کا وطن قرار دیا گیا ہے۔ حضرت سلمہ بن نفیل کندی سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے کہا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ وَوَضَعُوا السِّلَاحَ وَقَالُوْا لَا جِهَادَ قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا' فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهِ وَقَالَ: ((كَذَبُوا الْآنَ الْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ وَلَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ وَيُزِيْغُ اللّٰهُ لَهُمْ قُلُوْبَ أَقْوَامٍ وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَحَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ' وَالْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يُوْحٰى إِلَيَّ أَنِّيْ مَقْبُوْضٌ غَيْرَ مُلَبَّثٍ وَأَنْتُمْ تَتَّبِعُوْنِيْ أَفْنَادًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَعُقْرُ دَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ الشَّامُ)) (٦١)

اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگوں نے گھوڑوں کو حقیر سمجھ لیا ہے اور ہتھیار رکھ دیے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اب کوئی جہاد نہیں ہے' جنگ ختم ہو چکی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔ جنگ تو اب شروع ہوئی ہے۔ اور میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ اقوام کے دلوں کو ان کے تابع کر دے گا اور اللہ تعالیٰ انہیں ان سے رزق دے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور اللہ کا وعدہ آ جائے۔ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے دن کے لیے خیر باندھ دی گئی ہے۔ میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ مجھے اٹھا لیا جائے گا اور تم مختلف فرقوں کی صورت میں میری اتباع کرو گے۔ اور ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ ان حالات میں شام اہل ایمان کا گھر ہو گا۔''

علامہ البانی نے اس روایت کو 'صحیح' کہا ہے۔(اے) مختلف فرقوں سے مراد مذہبی اور جغرافیائی بنیادوں پر اُمتِ مسلمہ کی تقسیم ہے۔ دورِ فتن میں مختلف مکاتب فکر کے پیروکار اور ممالک اسلامیہ کے باشندے اپنے اپنے طور اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کریں گے۔ ایسے حالات میں بلادِ شام کو اہل ایمان کا وطن قرار دیا گیا ہے۔

لسٹ 1 x علمی 1 x زبردست 1 x پسند 2 x معلوماتی

#4 26، 2014 اگست

ابوالحسن علوی

علمی نگران

رکن انتظامیہ

جگہ:

لاہور

شمولیت:

08، 2011 مارچ

پیغامات:

2,524

موصول شکریہ جات:

11,481

تمغے کے پوائنٹ:

641

قربِ قیامت اور بلادِ شام

قربِ قیامت کے حالات وواقعات میں بھی سر زمین شام کی اہمیت کئی ایک روایات میں منقول ہے۔ایک روایت میں علامات قیامت کے ظہور کے بعد شام میں قیام کی ترغیب دلائی گئی ہے۔حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ)) (۸۱)

''قیامت کے دن سے پہلے حضر موت یا حضر موت کے قریب سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ایک جگہ جمع کرے گی''۔انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''شام کی سر زمین کو پکڑ لو!''

علامہ البانی نے اس روایت کو 'صحیح' کہا ہے۔(۹۱) اس روایت میں قربِ قیامت میں سر زمین شام میں قیام کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ خروجِ دجال کے دور میں مسلمانوں کی ہجرت کی سر زمین شام ہو گی۔حضرت ثعلبہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ میں ایک دن حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ میں موجود تھا اور وہ یہ حدیث اللہ کے رسول ﷺ سے نقل کر رہے تھے:

((وَإِنَّهُ يَحْصُرُ (أي الدجال) الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيُزَلْزَلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا ثُمَّ يُهْلِكُهُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَجُنُودَهُ حَتَّى إِنَّ جِذْمَ الْحَائِطِ أَوْ قَالَ أَصْلَ الْحَائِطِ وَقَالَ حَسَنٌ الْأَشْيَبُ وَأَصْلَ الشَّجَرَةِ لَيُنَادِي أَوْ قَالَ يَقُولُ يَا مُؤْمِنُ أَوْ قَالَ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ أَوْ قَالَ هَذَا كَافِرٌ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ)) (۰۲)

''دجال اہل ایمان کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا۔پس اہل ایمان اچھی طرح آزمائشوں سے ہلا مارے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکروں کو ہلاک کر دے گا۔یہاں تک کہ دیوار کی بنیاد اور حسن اشیب نے کہا ہے کہ درخت کی جڑ پکارے گی اور کہے گی: اے بندۂ مومن! یا اے بندۂ مسلم! یہ یہودی ہے' یا یہ کہے گی یہ کافر ہے' آؤ! اسے قتل کرو۔''

ایک روایت میں سر زمین شام سے چلنے والی ٹھنڈی ہواؤں کو اہل ایمان کے لیے رحمت و فضل الٰہی قرار دیا گیا ہے۔

:روایت کے الفاظ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ، لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا، فَيَبْعَثُ اللهُ عِيسَى ابْنَ))
مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا
((يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ، حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ

(۱۲)

دجال میری امت میں چالیس تک رہے گا۔ مجھے نہیں معلوم کہ چالیس سے مراد چالیس دن، یا چالیس مہینے یا چالیس ''
سال ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسٰی بن مریم علیہ السلام کو بھیجیں گے جو عروہ بن مسعود سے مشابہ ہوں گے۔ پس وہ دجال کو تلاش کریں گے اور اسے قتل کریں گے۔ پھر لوگ سات سال تک اس حال میں رہیں گے کہ دو آدمیوں کے مابین بھی دشمنی نہ ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے اور دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص باقی نہ رہے گا کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان یا خیر ہو، '' چاہے وہ پہاڑ کی کھوہ میں ہی داخل کیوں نہ ہو جائے، وہاں بھی وہ ہوا گھس کر اس کی روح قبض کر لے گی۔

اس روایت میں اس طرف اشارہ ہے کہ قیامت اور اس دن کی سختیاں صرف شریر لوگوں کے لیے ہوں گی اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اس سے پہلے ہی اٹھا لیں گے۔

:ایک اور روایت کے الفاظ ہیں، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَحَوَّلَ خِيَارُ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى الشَّامِ وَيَتَحَوَّلَ شِرَارُ أَهْلِ الشَّامِ إِلَى الْعِرَاقِ))وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:))
(۲۲) ((((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ عراق کے بہترین لوگ شام اور شام کے بدترین عراق میں نہ چلیں ''
'' جائیں۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ایسے حالات میں شام میں سکونت اختیار کرو۔

اس روایت کے مطابق قیامت سے پہلے تمام اہل ایمان شام میں جمع ہو جائیں گے۔ مذکورہ بالا روایات اور اس جیسی روایات سے یہ ہدایت ملتی ہے کہ خیر و شر کے آخری معرکہ میں اصل کردار جس خطہ ارضی نے ادا کرنا ہے وہ سرزمین بلادِ شام ہے۔ بلادِ شام کی فضیلت واہمیت' اہل ایمان کو دورِ فتن میں سرزمین مقدس کی طرف ہجرت کی ترغیب و تشویق' تاقیامت بلادِ شام کو اللہ کی نصرت پر مبنی مسلمانوں کی علمی وسیاسی قیادت وسیادت کا مرکز قرار دینا' دورِ فتن میں بلادِ شام کو مسلمانوں کا وطن قرار دینا' ارضِ شام میں نزولِ عیسیٰ اور ظہورِ مہدی کی خبریں وغیرہ ایسی تعلیمات ہیں جو اُمتِ مسلمہ کے عروجِ ثانی میں سرزمین شام کے فیصلہ کن کردار کا فیصلہ سنا رہی ہیں۔